رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۳ | مورخہ ۲۹۔ اگست ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۷ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۹

مدینۃ المسیح

حضرت کی طبیعت ۳۔۴ روز سے پھر ناساز ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد تر شفائے کلی عطاء فرما دے۔

جمعہ (۲۷۔ اگست) کے دن حضور کو حرارت کی شکایت زیادہ ہو گئی تھی۔ نماز جمعہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ میں مولانا نے انفاق فی سبیل اللہ پر موثر تقریر فرمائی جس کا ماحصل یہ تھا کہ آج جبکہ جماعت غریب و قلیل ہے دینی کاموں میں امداد کا موقعہ غنیمت ہے پھر انشاء اللہ ایک وہ وقت آنیوالا ہے کہ سلسلہ کو غرباء کے چندوں کی پروا بھی نہ رہیگی خدا کے وعدے سچے ہیں ٹل نہیں سکتے۔ اسنے اپنے مامور کو بشارت دی ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں کہ "یہ مرجع شہاں ہوں" خالی نہیں جا سکتی تھی بموجب وعدہ الٰہی کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک۔ اسباب بہت جمع ہو رہے ہیں ان کا مفصل ذکر

(باقی دیکھو صفحہ ۲)

اخبار احمدیہ

مسجد فاروقی لاہور کے لئے اخویم مکرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی کی تحریک پر پچھلے سال ستر روپے کے قریب چندہ ہوا تھا۔ پھر بچند وجوہ یہ تجویز معرض تعویق میں رہی۔ اب پھر گذشتہ عید الفطر کی مبارک تقریب پر قریشی صاحب نے بڑے زور سے اس کی تجدید کی۔ تو دو ہزار ڈیڑھ سو پانچ روپے کے وعدے لکھائے گئے۔ ابھی بہت سے احباب باقی بھی ہیں۔ کچھ رقم نقد بھی وصول ہوئی۔ اس فنڈ میں جو کچھ وصول ہوگا میاں محمد امین صاحب احمدی بھیروی (سوداگر چرم لنڈہ بازار لاہور) کے پاس جمع ہوگا۔ وصولی چندہ کی خدمت اخویم مکرم جناب قاضی فضل کریم صاحب بھیروی کے سپرد ہوئی ہے۔ اسوقت تک کی فہرست انشاء اللہ کسی آئندہ پرچہ میں شائع کی جائیگی۔

برادر مکرم جناب محمد رفیق صاحب بی۔ اے فرزند اکبر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب (ہاسپٹل اسسٹنٹ قادیان ڈسپنسری) جو میلاؤ ضلع پٹنہ میں سب انسپکٹر پولیس تھے خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس مہینہ میں عہدۂ انسپکٹری پر ترقی یاب ہوئے فالحمد للہ۔ مبارک ہو۔

کیمل پور میں شیخ غلام احمد صاحب نے ایک پبلک لیکچر دیا۔ جو بہت مفید ثابت ہوا۔ اب وہ قادیان واپس آ گئے ہیں۔

محمد حسن صاحب ہندوستان کے رہنے والے ایک نابینا نوجوان صرف و نحو وغیرہ علوم مروجہ سے بھی واقف ہیں۔ درس قرآن کریم اچھی طرح دے سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا درس مدت تک سنتے رہے ہیں۔ اچھے خاصے مولوی ہیں انہیں تبلیغ کا شوق ہے۔ تھوڑی تنخواہ پر آ سکتے ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو ان کی ضرورت ہو تو مینیجر الفضل کی معرفت خط و کتابت کریں۔

سمبھر تال میں غیر احمدیوں نے ہماری غریب جماعت کے خلاف بہت سر اٹھا رکھا ہے کیا عادل گورنمنٹ کا رعب اور احکم الحاکمین کا خوف

سمبڑیال۔ ضلع سیالکوٹ میں باوجود مخالفین کی مخالفت شدیدہ کے مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر کامیابی سے ہوا فالحمدللہ۔ یہ لیکچر وفات مسیح اور دعاوی حضرت مسیح موعودؑ پر تھا۔ جسے آپنے ایسے احسن طرز سے بیان کیا کہ مخالفین بھی محو حیرت ہو گئے۔ جناب مفتی صاحب نے تمام مذاہب سے اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہر ایک چیز کی خوبی اس کے نمونہ کو دیکھکر معلوم کی جاتی ہے۔ اس وقت جس قدر مذاہب موجود ہیں وہ دعوے تو بہت سے کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے نمونہ مانگا جائے۔ تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہندو وُں کے وید دن میں یہ تو لکھا ہوا ہے۔ کہ اس پر چلکر لوگ رشی مُنی اوتار بن گئے ہیں۔ لیکن جب اس وقت نمونہ طلب کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے۔ کہ نمونہ نزول کے وقت ملتا تھا۔ اب نہیں ہے اسی طرح **مسیحی** مذہب کی کتب مقدسہ یعنی اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس پر چلنے والے پہاڑوں اور درختوں کو چلا سکتے ہیں۔ اندھوں جذامیوں اور بیماروں کو چنگا کر سکتے ہیں۔ لیکن جب ان سے بھی نمونہ مانگا جاتا ہے۔ تو یہی جواب ملتا ہے۔ کہ نمونہ مسیحؑ کے زمانہ میں ہی ملتا تھا۔ اب نہیں۔ غرض اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں۔ جو نمونہ پیش کر سکے۔ قرآن شریف کا دعویٰ ہے۔ کہ مجھ پر چلکر لوگ **انبیاء، صالحین۔ صدیقین** اور **شہدا** بن سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں نمونہ دیکھنے والے حضرت مسیح موعود کو دیکھ لیں۔ اسی طرح کی عام فہم مثالوں سے مفتی صاحب نے لیکچر کو موثر بنایا جن سے بہت سے سامعین اچھا اثر لیکر گئے۔ اور بعض احمدیت کے بالکل قریب آ گئے ہیں۔ فالحمدللہ۔

ایک شیعہ صاحب نے ایک احمدی دوست سے کہا۔ کہ آپ لوگ تصویر پرست ہیں۔ مرزا صاحب کی تصویر اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصویر اس لئے نہیں کھچوائی تھی۔ کہ لوگ اسکو اپنے پاس رکھیں۔ اور تعظیم کریں۔ چنانچہ کوئی احمدی تعظیم و پرستش کے خیال سے تصویر کو اپنے پاس نہیں رکھتا۔ لیکن تم لوگ تصویر پرست ہو۔ کہ محرم میں تعزیہ بناکر گھوڑے پر امام حسینؓ کی لاش کا نمونہ وغیرہ بناکر اس کی تعظیم و تکریم اور آہ و زاری کرتے ہو۔ اس سے شیعہ معترض خاموش ہو گیا۔

رنگ پور سے سید عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے چند معززین شہر کے روبرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو کھولکر بیان کیا۔ گو ایک مولوی صاحب نے دبی زبان سے مخالفت کی۔ لیکن بے سود۔ لوگوں کے خیالات حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت بہت عمدہ پائے جاتے ہیں فالحمدللہ۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی طبیعت چند روز سے بہت علیل ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خداتعالےٰ اس بابرکت انسان کو صحت کلی عطا فرمائے

تازہ ترین جنگی خبروں کا خلاصہ

عربک نامی امریکن جہاز کی غرقابی سے متعلق ابھی نامہ و پیام ہو رہے ہیں۔ امریکن گورنمنٹ کا منشاء صرف اس بناپر جنگ چھیڑنے کا نہیں معلوم ہوتا۔ **لورپول** کا سٹیمر سلویا بھی غنیم نے ڈبو دیا ہے۔ آدمی بچا لئے گئے۔ **۲۴ اگست** کے لندنی پیام برقی میں بیان کیا گیا ہے کہ خلیج ریگا کے مشرقی کنارہ خشکی پر فوج اتارنے میں دشمن کو ناکامی ہوئی اور روسی توپخانہ زبردست نکلا۔ **کودلنو** اور دلبنا کے درمیان روسی برابر غنیم کو روک رہے ہیں مگر ادسو دیکس کو خالی کر گئے **بلجیم** سے اوائس تک اندنوں شدید گولہ باری ہوتی رہی پرنچ توپخانہ نے دشمن کو خاموش کرا دیا **سات** طیاروں کے ایک دستہ نے ۲۳۔ کی شب کو دو مقامات پر بمب گرائے **معرکہ** اٹلی و آسٹریا میں اطالویوں نے آخرالذکر طاقت کے توپخانہ کا کئی جگہ کامیابی سے مقابلہ کیا۔ اور تیز فیر توپوں و بموں سے اسکے حملے پسپا کئے **دردانیال** کے نقصانات کی فہرست پھر خاصی طویل ہے افسوس کہ ہے **میدان جنگ** میں ہندی فوج کے بہادروں نے جو سپاہگری جانبازی کے جوہر دکھلائے ان سے خوش ہو کر زار روس نے بہتوں کو اعزازی خطاب عطا کئے ہیں **بحری جنگ** میں غنیم کو شکست فاش ہوئی جس نے روس کے خلاف اسکی تجاویز کا نقشہ بدل دیا ہے **برسات** شروع ہونے پر پولینڈ وغیرہ اکثر حصص روس میں دلدل ہو جائیگی اور جرمنی کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ م

بقیہ مدینۃ المسیحؑ

(صفحہ ۲ کالم ۱ سے آگے)

لیکن دراصل یہی مسیح موعودؑ کی سچائی پر زبردست دلیل ہے اس لئے کہ مفتری کاذب کو ایسے کلمات زبان سے نکالنے کی جرأت ہو نہیں سکتی۔ پس دین حق کی ترقی و اقبال تو انشاءاللہ یقینی ہے مگر ہمارے واسطے مقام خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اپنی سستی و غفلت کے سبب ان بشارتوں سے حصہ نہ پائیں اس تحریک سے متاثر ہو کر حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے سلسلہ خاندان نبوت اور اپنے گھر سے ۲۸ روپے فراہم کئے۔ پھر شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جھولی لیکر نکلے تو قریباً ۱۴۴ روپیہ انہوں نے جمع کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ باہر کی جماعتوں کو بھی ہمت کرنی چاہئے صدر انجمن کو اسوقت روپیہ کی بڑی ضرورت ہے۔ طلباء اکثر واپس آ گئے اور مدرسے بعد تعطیل کھل گئے ہیں۔ **فیروزپور** اور ملوٹ میں غیر احمدیوں سے مباحثہ ہے جسب الحکم حضرت اقدس علماء ذیل تشریف لیگئے۔ مولوی میر محمد اسحاق صاحب۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ میر قاسم علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ **نماز فجر** کے بعد میر صاحب قبلہ حاضرین کو اپنے وعظ و نصیحت سے مستفیض فرماتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔

فروگزاشت

گزشتہ دوشنبہ کو بعد نماز مغرب جس مبارک نکاح کا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اعلان فرمایا۔ اس کا مفصل ذکر افسوس کہ ہم اس اشاعت میں بھی نہ کر سکے نہ **خطبہ نکاح** جو نہایت پُر معارف اور زور دار تھا قلمبند ہو سکا۔ خیر اس کا ماحصل تو ہم انشاءاللہ پھر کبھی ہدیہ ناظرین کرینگے۔ لیکن اس قدر اب بھی بتا دینا ضروری ہے۔ کہ اس نکاح میں **حق مہر** کی تعین کا اختیار جانبین نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو دیدیا تھا۔ اور حضور نے طرفین کی حالت و حیثیت کو ملحوظ رکھکر **تین سو** روپیہ مہر مقرر فرمایا ہے۔ نیز اگرچہ منشی جعفر علی صاحب نقاش ہیڈ سوداگر فیکٹری لال کرتی فیروزپور کی دختر بھی ہنوز نابالغہ ہے اور اخویم مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا صاحبزادہ بھی ابھی بالغ نہیں۔ اور صغر سنی کی شادی کو حضرت پسند بھی نہیں فرماتے۔ لیکن بعض اہم **دینی مصالح** کی بناپر اس عقدۃ النکاح کا اعلان ضروری سمجھا گیا ہے۔ جس کی توضیح ہم انشاءاللہ آئندہ کرینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹- اگست ۱۹۱۵ء

عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم

معزز ہمعصر مشرق گورکھپور جو صوبہ متحدہ کا ایک با اثر اسلامی اخبار کہلاتا ہے اُس لاٹری میں جو (اسلامی) ریاست دھولپور میں پڑنے والی ہے۔ شمولیت کی ترغیب دینے کے لئے بعنوان "فائدہ ضرور ہے" رقمطراز ہے کہ "اب پھر پانچ لاکھ کی لاٹری پڑنیوالی ہے۔ جس میں ڈھائی لاکھ روپیہ خیراتی کاموں پر صرف کیاجائے گا۔ اور ڈھائی لاکھ روپیہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ لوگ پھر تقدیر آزمائی کریں۔ ممکن ہے کسی صاحب کے نام بڑی رقم نکل آئے۔ آخر کسی نہ کسی کے نام بڑی رقمیں پہلے نکلی تھیں۔ یہ لاٹری خیراتی کاموں کے لئے ڈالی جاتی ہے۔ اور اب اس کے بعد کوئی لاٹری نہ ہوگی۔ اس واسطے جن اصحاب کو خیراتی کاموں سے دلچسپی ہو۔ ان کو لازم ہے کہ اس کے ٹکٹ خریدیں"

ہمارے خیال میں اگر اس تحریک کا عنوان "نقصان ضرور ہے" ہوتا تو زیادہ موزون رہتا۔ ہمیں یقین ہے کہ اس لاٹری میں حصہ لینے والوں کو فائدہ نہیں بلکہ ضرور نقصان ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی قمار بازی ہے جسے اسلام رجس من عمل الشیطن قرار دیتاہے۔ دین سے بیگانہ اور احکام اسلام سے ناواقف لوگوں کو پھنسانے کے واسطے یہ طریق اختیار کیاگیا ہے کہ نصف روپیہ چونکہ خیرات میں صرف کیاجائیگا اس لئے خیراتی کاموں سے دلچسپی رکھنے والوں کو لازم ہے کہ اس کے ٹکٹ خریدیں۔ ہمیں افسوس آتا ہے۔ ایسی تجاویز سوچنے اور پھر ان کی تائید واشاعت کرنے والوں پر۔ بجائیکہ وہ اسلام کے نام لیوا سمجھے جاتے ہوں۔ کیونکہ یا تو یہ لوگ اسلام سے اس قدر دور چلے گئے ہیں کہ اس کے موٹے موٹے اوامر ونواہی کو بھی بھلا بیٹھے ہیں یا دنیوی "متاع قلیل" کی حرص و آز نے انکی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا ہے اس لئے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کیا اس طرح فراہم شدہ روپیہ خیراتی اغراض پر لگانے سے اس کے شرکا یا مہتمموں کو کچھ ثواب ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ انسانی افعال جن کا بارگاہ رب العزت سے کوئی ثمرہ ملتا یا ان پر کوئی نتیجہ مترتب ہوتا ہے وہی ہوتے ہیں جن کا تعلق انسان کی نیت اور ارادہ سے ہو۔ برخلاف اس کے جن افعال کے ساتھ دل میں نیت کچھ اور ہو اور ظاہر کچھ اور۔ ان سے کسی فائدہ کی توقع نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اعمال کی بنا "انما الاعمال بالنیات" فرماکر صرف نیت پر بتلائی ہے۔ پس جبکہ اس لاٹری میں شامل ہونے والے ہر ایک شخص کی نیت یہ ہوگی کہ مجھے ایک بڑی رقم مل جائے تو وہ کسی ثواب کا کیونکر مستحق ہوسکتا ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہ دونوں اغراض کو مدنظر رکھ کر اس میں شامل ہوگا۔ تو یہ ناممکن ہے کہ (نیک اور بد) دو متضاد مقاصد ایک دوسرے کے ساتھ مجتمع ہوسکیں۔ اگر کسی کو خیرات ہی کرنی ہے۔ تو وہ یوں کیوں نہیں کر دیتا کہ اپنے مال کو کسی خالص خیراتی کام میں صرف کردے۔

اس قسم کی حیلہ سازیاں جن میں دین کو آڑ بناکر دنیا کمانے کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی دین سے کمال ناواقفیت پر دال ہیں۔ اور منشائے خدا اور رسولؐ سے بے پروا ہونے کا بین ثبوت۔ کاش! وہ اپنی حالت پر غور کرنے کی تکلیف گوارا کرتے۔ لیکن افسوس کہ خدا تعالیٰ کے مامور برحق۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے انکار نے لوگوں کی عقلیں کچھ ایسی مسخ کر دی ہیں کہ دینی معاملات میں انہیں اپنا نیک و بد کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت کا مادہ گویا سلب ہوچکا ہے۔ تعظیم لامر اللہ سے ان کی طبائع ناآشنا ہوگئی ہیں۔ کیا اب بھی انہیں کسی مصلح ربانی کی ضرورت نہیں؟ "مسلمانان در گور و مسلمانی درکتاب" تو ایک مدت پہلے سے ہی ان کا مسلمہ ہے اب اس سے زیادہ اور کیا چاہتے ہیں؟

ہندو مسلمانوں کا اتحاد

اسلام اپنے ہمسایہ چھوڑ تمام دنیا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی شفقت۔ آشتی۔ اور حسن سلوک کی تعلیم دیتا۔ اور اپنے پیروؤں کو امن پسندی اور صلح جوئی کی بڑے زور سے تلقین کرتاہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک اس سے ہوسکے۔ امن قائم رکھنے اور لوگوں سے نیک سلوک کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ پس ایک سچے مسلمان کی ذات سے کبھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ فتنہ و فساد یا لڑائی جھگڑے کا موجب ہوگا۔ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو ایسی قومیں ہیں۔ جن کا ایک عرصہ سے چولی دامن کا ساتھ چلا آیا ہے۔ اسلئے دنیاوی معاملات میں دونوں کو باہم نہایت خوشگوار برتاؤ رکھنا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ صورت حال اس کے برعکس ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ مقدمہ بازی ہونے لگتی ہے۔ اور بڑی بڑی رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان آئے دن کے لڑائی جھگڑوں سے بیزار ہوکر دونوں قوموں میں کچھ آدمی ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو انہیں یکجہتی و اتحاد کے لئے کوشاں رہتے ہیں جو واقع میں ایک امر خیر ہے لیکن معہذا ہم کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یکجہتی و اتحاد کا جو نمونہ اہل مرادآباد نے پچھلے دنوں دکھایا۔ وہ کسی طرح مفید نہیں کہا جاسکتا۔ وہاں گذشتہ ہولی کی تقریب پر مقامی مسلمانوں نے ہندوؤں کے اس تیوہار میں پورا پورا حصہ لیا تھا۔ تو اب اسکے عوض عید کے موقعہ پر ہندوؤں نے حقہ پانی اور شربت وغیرہ سے ان کی تواضع کردی۔ گو یہ باتیں ایک سطحی نظر میں بہت دلکش معلوم ہوتی ہوں۔ لیکن درحقیقت خالی از نقصان نہیں۔ مسلمانوں کی اسلامی حمیت پہلے ہی مردہ ہوچکی ہے۔ اب اگر وہ اس طرح لغو رسوم میں شامل ہونے لگے تو یقیناً تھوڑے عرصہ میں اسلام کے نام تک کو فراموش کردینگے۔ صلح اور آشتی کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اس کی تو یہ صورت ہونی چاہیئے۔ کہ اپنے باہمی معاملات دادوستد وغیرہ میں نیک نیتی۔ حق پسندی اور انصاف کو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے۔ اور طرفین ایک دوسرے کے بزرگان دین کے ادب و احترام کو ضروری سمجھیں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے کئی سال قبل اپنے پیغام صلح میں ہندوؤں کو نیک صلاح دی تھی۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے اس شہزادہ امن کی باتوں کی قدر نہ کی ۔

ووکنگ مشن کا اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر خیر سم قاتل قرار دینے کا نتیجہ یہی ہوسکتا تھا کہ ایسا خطرناک فتویٰ لگانے والے خود

اُن حرکات کے مرتکب ہوں جن سے اسلام بیزار اسلام کا خدا بیزار اس کا رسول بیزار۔ چنانچہ وہاں کے جو تازہ حالات حاملان مشن نے آپ بڑے فخر و مسرت سے شائع کئے ہیں ہمارے خیال کی دورسے تائید کرتے ہیں۔ از انجملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ کسی سوار کی نعش کے اعزاز میں گورہ فوج منگوائی گئی۔ قبر پر تین باڑیں سر کیگئیں۔ ماتمی بگل بجائے گئے۔ نماز جنازہ میں مسلم وغیر مسلم سب شریک ہوئے۔ نماز کے بعد قبر پھولوں سے ڈھانپ دیگئی۔ اسی طرح پچھلے دنوں ایک میت کے ساتھ حمائل قرآن مجید کا دفن ہونا بھی بیان کیا گیا ہے پھر اور بہت سے عجیب و غریب حالات ہیں۔ جن کا وقتاً فوقتاً انکشاف ہوتا رہیگا انشاء اللہ۔ ان سب پر ایک سرسری ہی نظر ڈالکر عقل سلیم ششدر رہ جاتی ہے کہ وہ کونسا اسلام ہے۔ جس کی دعوت یہ حضرات دانایان فرنگ کو دے رہے ہیں؟ معہذا ایک وزندار سوال یہاں سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کمیونٹی کی تالیف قلوب نے مرکز سلسلہ حقہ سے قطع تعلق پر مائل کیا۔ اس کے افراد جب ان حضرات کے مشرب و ملحوظات سے اچھی طرح واقف ہونگے تو وہ ان حرکات کو کہانتک نظر استحسان سے دیکھینگے؟ حضرت جری اللہؑ کے دعوے سے تو غیر احمدی ایسے چڑتے تھے کہ "چاہے اور سب کچھ منوالو مگر یہ نہ کہو کہ مرزا صاحب وہی مسیح و مہدی ہیں۔ جن کی اسلام میں بشارت دیگئی تھی۔" لیکن جس آزاد مشربی و اباحت کی طرح اندازیاں و وکنگ کی چاردیوار میں ہورہی ہیں۔ انکی نسبت اب وہی اسلامی حمیت کا دم بھرنے والے کیا خیال کرینگے؟ شخصی غلط کاریوں کا رونا نفسانی اغراض کے دُکھڑے اور ضد و عداوت کے قضیئے تو چلے ہی جائینگے۔ تمام اختلافوں اور نزاعوں کا فیصلہ تو انشاء اللہ آسمانی عدالت ہی کسی وقت کریگی۔ مگر ہمیں تو اس بات کا سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے کہ اقوام مغربی کے صاحب فراست اور دانشور لوگ جب تک صورت حال کی اصلیت سے پورے پورے آگاہ نہ ہوں اپنے دل میں کیا کہیں گے؟ یہی ناکہ بس یہی اسلام ہے۔ جس پر اسقدر ناز ہے۔ یونہی تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا ملتا ہے۔ ان ہی راہوں پر چلنے سے انسان نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

بیسواں ہینڈبل

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کا ماہوار ہینڈبل نمبر ۲۰ موسومہ آخر تمہارے نزدیک نشان کی تعریف؟ حسب معمول بڑی عمدگی سے چھپ کر شائع ہوگیا۔ خدا تعالیٰ ہمارے ان پُرجوش مخلص احباب کی ہمتوں میں برکت دے۔ سلسلہ حقہ کی تائید میں برابر کچھ نہ کچھ کام کئے جاتے ہیں۔ خاصکر یہ ماہواری ٹریکٹوں کا مستقل سلسلہ تو بہت ہی مفید ہے۔ امید کہ بیرونجات کی مقامی جماعتیں ان ٹریکٹوں کے ذریعہ تبلیغ کے پاک مقصد میں ضرور فائدہ اٹھائینگی۔ یہ ہینڈبل بلاقیمت صرف محصولڈاک بھیجنے پر سکرٹری صاحب سوسائٹی موصوفہ کے پتہ سے ملسکتے ہیں

منکران خلافت کی اخلاقی جرأت۔

یہ سنکر ہر ایک انصاف پسند اور سمجھدار انسان کو تعجب بلکہ افسوس ہوگا کہ ادھر سے تو جو کچھ غیر مبائع دوستوں کے جواب میں شائع ہوتا ہے۔ برابر بذریعہ رجسٹری انکے پاس بھیجدیا جاتا ہے۔ اور یہ حضرات جب کچھ درفشانی فرماتے ہیں تو خواہ سارے جہان میں اسکی تشہیر ہوجائے مگر اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ ایک دو کاپی ہمارے امام ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی بھیجدیں۔ یا اگر "اکابر" کی بزرگی کو اس میں کچھ عار آتی ہے تو آپ کے خدام میں سے اور ہی کسی کے نام بھیجکر مشکور فرمایا کریں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جن کو مخاطب یا قائل معقول کرنا ہے انہیں تو خبر بھی نہ ہونے دیں اور دوسروں میں اناپ شناپ تعلیوں سے مشیخت بگھارتے رہیں سبحان اللہ اخلاقی جرأت اسی کا نام ہے جو محض انکار خلافت حقہ کی برکت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے دیگر وسائل حصول شاید محال و ممتنع قرار پاچکے ہیں ۔

احمدی مساجد

آج کے پرچہ اخبار احمدیہ میں مسجد فاروقی خندہ لاہور کا ذکر خیر ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔ اس مبارک اعلان کو اُمید ہے کہ دیگر مقامات کے احمدی بھائی محض ایک سرسری خبر کے طور پر پڑھ کر نہ چھوڑ دینگے بلکہ اسکی اشاعت سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی جماعت مسیح موعودؑ کی اپنی مسجدیں نہ ہوں وہ سب انجمنیں اللہ تعالیٰ کے توکل پر ہمت و حوصلہ سے کام لیں۔ اور تیاری مسجد کا اہتمام شروع کردیں۔ سلسلہ عالیہ کے سارے کام اُسی خدائے پاک کی رضاجوئی پر مبنی ہیں جس نے عین ضرورت حقہ کے وقت اپنے پیارے مامور بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور الحمدللہ کہ ہم نے اس کا زمانہ پایا۔ پھر اس کی معرفت واطاعت کی توفیق ملی۔ پس وہی ہمارے سارے کام سنواریگا ہماری طرف سے سعی و ہمت شرط ہے۔ اور اس کے ساتھ مخلصانہ دعاؤں کی بھی بڑی ضرورت ہے۔ مقامی جماعتوں کو اپنی مسجد نہ ہونے سے جو جو مشکلات پیش آتی ہیں۔ اکثر احباب خوب سمجھتے ہونگے۔ پس انکے رفع ادسے بے فکر رہنا احمدی جیسی زندہ قوم کے ہرگز شایان شان نہیں ہوسکتا۔ مولیٰ تعالیٰ ہماری مشکلیں آسان کرے۔ آمین ۔

"تمہارے اختیار میں نہیں ہے"

گذشتہ بارہ سال کے عرصہ میں قریباً ۷۲ لاکھ آدمی وبائے طاعون سے ہلاک ہوچکے ہیں بہت سی تدابیر اس مرض کے سدباب کی ابتک عمل میں لائی گئیں۔ لیکن تاحال نہ تو اس کا استیصال ہُوا نہ کوئی حکمی و شرطیہ علاج دریافت ہوسکا نہ طبیب و ڈاکٹر لوگ اس کے کوئی یقینی اسباب مادی معلوم کرسکے۔ گورنمنٹ عالیہ نے خلق اللہ کے حال پر ترس کھاکر لاکھوں روپے کے صرف کثیر اور بہت سی مساعی جمیلہ سے اپنی شفقت شاہانہ اور رعایانوازی کا ثبوت دیاہے۔ جس پر ہمارے ابنائے وطن کو حکومت وقت کا تہ دل سے شکر گذار ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے یہ عالم اسباب بے کار نہیں بنایا۔ اور نہ وہ کسی کی کوشش کو رائگان کرتا ہے۔ اس واسطے ضرور تھا کہ سرکاری تدابیر انسداد پر کچھ نہ کچھ مفید نتائج مترتب ہوتے۔ لیکن جیسا کہ ایک مسلمان کہلانیوالے بلند نام معاصر نے حال میں لکھا ہے کہ پلیگ کا دور کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ محض اسباب مادی اس مرض کی تہ میں ہیں یا صرف تدابیر ظاہری سے اس کا قلع قمع ہوسکتا ہے ہم بڑے زور اور تحدی سے کہتے ہیں کہ یہ طاعون دراصل مسیح موعود کا نشان ہے۔ اور اس کا قابل اعتماد چارہ کار بجز اس کے دوسرا نہیں ہوسکتا کہ خلق خدا اپنے خالق سے سچی صلح کرے اس کے مامور کی صداقت پر ایمان لائے شوخی۔ شرارت۔ سیاہ کاری اور غفلت سے باز آئے اپنی موجودہ زندگی میں پاک تبدیلی کرے بالکل غلط کہا گیا ہے کہ پلیگ کا دور کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے اگر ایسا ہوتا تو ۱۲ سال کی معقول مدت میں اہل تدبیر نے عام اس سے کہ وہ حاکم ہوں یا محکوم۔ ڈاکٹر ہوں یا حکیم اور وید مستغرق سعی و طاقت سے کبھی کا اس کو دیس نکالا دیدیا ہوتا یہ جو کہا جاتا ہے کہ جو ہے اور مکھیاں اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

ازحضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

فرمودہ ۲۰ - اگست ۱۹۱۵ء

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝

عزت اور بڑائی حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے بہت سی تدبیریں اختیار کی ہیں۔ اور بہت سی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں ہزاروں رستے ہزاروں ایجادیں اور ہزاروں تدبیریں لوگوں نے عزت حاصل کرنے کے لئے اختیار کر رکھی ہیں۔ اور ہر روز نئے سے نئے پہلو سوچتے رہتے ہیں لیکن لوگوں نے جہاں عزت حاصل کرنے کے مختلف پہلو سوچے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا دھوکہ بھی کھایا ہے۔ جو ہمیشہ سے لگتا آیا ہے اور اس زمانہ میں بھی لگ رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض ایسے لوگ جن کا کچھ دین سے تعلق ہوتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ جنکا دین کے ساتھ کمزور تعلق ہوتا ہے وہ دین اور دنیا کی عزت کو ایک سا سمجھکر دین کی عزت حاصل کرنے کے لئے انہی تدبیروں سے کام لیتے ہیں جن سے دنیا کی عزت کا حصول سمجھتے ہیں لیکن جہاں مادی عالم کا روحانی عالم سے اختلاف ہے۔ وہاں دنیاوی اور دینی عزتوں میں بھی بڑا فرق ہے۔ دنیا کی عزتیں محنت کوشش اور تدبیروں سے ملتی ہیں۔ اور جتنا کوئی زیادہ کوشش کرے۔ اتنی ہی زیادہ ملتی ہیں لیکن دینی عزت حاصل کرنے کا طریق اس کے خلاف ہے۔ اس کے لئے جتنی کوئی کوشش اور تدبیر کرتا ہے۔ اتنا ہی ذلیل ہوتا ہے۔ اور جتنا دنیا سے علیحدہ ہوتا اور اپنے نفس کو دنیاوی خواہشات سے مارتا ہے۔ اتنا ہی خدا اسے اونچا کرتا ہے۔ یہی بہت بڑا فرق ہے۔ جسکے نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔

دین کی وجہ سے جو عزت ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو نہیں ملی۔ اور نہ مل سکتی ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں آپ کی نسبت فرماتا ہے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ہم نے تجھے کوثر عنایت فرمائی ہے۔ یعنی ہر ایک چیز کی کثرت اور ہر ایک چیز میں وسعت دی ہے۔ چنانچہ کوئی چیز بھی لیلو۔ نہریں ہی جاری نظر آتی ہیں۔ جنت میں جو حوض کوثر ہوگا وہ تو علیحدہ رہا۔ یہاں بھی نہریں ہی جاری ہیں۔ اور ہر چیز کی کثرت ہے۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے وہ عزت دی جو دنیا میں کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ پہلی بڑی عزت تو آپ کو وہ دی جس میں دیگر انبیاء بھی آپکے شریک نہیں ہیں۔ اور وہ یہ کہ سب انبیاء ایک ایک قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اور آپکو ساری دنیا کا بادشاہ کر دیا گیا۔ کرشنؑ اور رامچندر کی تعلیم ہندوستان کے لئے تھی زرتشت کی تعلیم ایران کے لئے تھی۔ حضرت موسیٰؑ سے لیکر حضرت مسیحؑ تک کل انبیاء کی تعلیم بنی اسرائیل کے لئے تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ نے یہ فضل کیا۔ کہ ساری دنیا کا بادشاہ بنادیا۔ اور کوئی علاقہ آپ کی حکومت سے باہر نہ رکھا۔ خواہ ایشیا ہو یا افریقہ۔ خواہ یورپ ہو یا امریکہ خواہ جزائر کے رہنے والے ہوں۔ یا پہاڑوں کے خواہ میدانوں میں رہنے والے ہوں یا جنگلوں میں خواہ گاؤں بستیوں میں رہنے والے ہوں یا شہروں میں تمام کے اوپر آپ کی اطاعت فرض کرکے یہ قرار دیدیا کہ آپ کی اطاعت کا جوا اٹھائے بغیر کسی کے لئے نجات کا دروازہ نہیں کھلا۔ تو اتنی بڑی حکومت آپ کو عطا ہوئی پھر آپ کے کلام کو وہ اثر بخشا کہ آپ کی باتوں کو سنکر جنہوں نے ہدایت پائی تھی۔ ان کی شان کو اللہ تعالےٰ نے ایسا بڑھایا۔ کہ کسی نبی کی صحبت یافتہ جماعت ان سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف میں جن نبیوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے بڑے ہیں۔ ان سے پہلے نبیوں کی امتوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں اور نہ ہی کوئی مفصل تاریخ ہے۔ جس سے یہ پتہ لگ سکے کہ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیاء کی امتیں کیسی تھیں۔ مگر موسیٰؑ علیہ السلام کی امت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ جو تاریخوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم نے بھی کھول کر بتادیا ہے۔ قرآن کریم نے تو اس لئے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انؑ کے مثیل تھے۔ ان دونوں انبیاء کی امتوں کا حال دیکھیں۔ تو بہت بڑا فرق نظر آتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت تو وہ ہے۔ جو ایک اتنے بڑے نبی کے عظیم الشان نشان دیکھ چکی ہے۔ انہوں نے فرعون کو غرق ہوتے دیکھا۔ جنگلوں اور بیابانوں میں خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد کو شامل حال پایا۔ لیکن پھر بھی یہ حال ہے۔ کہ ایک جگہ لڑائی کے لئے حکم ہوا تو قالوا یموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ کہتے ہیں۔ اے موسیٰ آپ اور آپ کا رب جاکر ان سے لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ جب وہ وہاں سے چلے جائینگے۔ تب ہم داخل ہونگے۔ یہ اس قوم کا حال ہے جس نے بڑے بڑے معجزے دیکھے۔ بہت مدت نبی کی صحبت میں رہی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کا حال سنیئے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے۔ تو وہاں کے لوگوں سے آپ نے یہ معاہدہ کیا۔ کہ اگر مدینہ سے باہر جنگ ہو۔ تو تم اس میں لڑنے کے پابند نہیں۔ لیکن اگر مدینہ کے اندر ہو۔ تو اس کے روکنے میں مدد دینا تمہارا فرض ہوگا۔ اس معاہدہ میں عیسائی اور یہود بھی شامل تھے لیکن جب ایک دفعہ جنگ کا موقع آیا اور یہود نے بد عہدی کرکے اندر فساد مچا دیا۔ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے لڑینگے اور دشمن پہلے ہمکو قتل کریگا۔ پھر کہیں آپ تک پہنچنے پائیگا یہ اس قوم کا حال ہے۔ جو بہت قلیل عرصہ یعنی صرف ڈیڑھ دو سال تک آپ کی صحبت میں رہی۔ مگر باوجود اس کے اس کا ایمان اتنا ترقی کر گیا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت جو قریباً بیس سال ان کی صحبت میں رہی۔ اور جس نے بڑے بڑے نشانات دیکھے۔ انہیں جب لڑنے کے لئے کہا گیا اور دشمن کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہ تھی۔ تو اس نے جواب دیا کہ آپ اور آپ کا خدا جاکر لڑ بیٹھے۔ ہم تو اس وقت تک وہاں نہیں جا سکتے۔ جب تک وہ خود نہ چلے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایک قلیل عرصہ رہنے والی جماعت کا یہ حال ہے۔ کہ اس کا مقابلہ ایک خطرناک گروہ سے ہو جاتا ہے جو یوں تو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں تھا۔ لیکن مقابلہ کے لئے جو آئے۔ وہ بھی

بہت زیادہ تھے باوجود اسکے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے۔ آپ تک اس وقت تک کوئی دشمن نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک ہم سب کو نہ مار لے پھر مردوں ہی میں یہ جوش نہیں۔ بلکہ لڑکوں اور بچوں میں بھی یہی جوش ہے۔ چودہ پندرہ سال کے لڑکوں میں وہ جرأت اور دلیری پائی جاتی تھی جو اس زمانہ میں بڑے بڑے جوانوں میں نہیں۔ اب اگر اس عمر کے لڑکوں کو نماز کے لئے کہا جائے۔ تو والدین کہہ دیتے ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں وہ اثر تھا۔ کہ دنیا کی وہ قوم جو بچے کہلاتی ہے۔ ان میں وہ روحانیت اور جوش تھا۔ کہ آج کل کے بڑے سے بڑے بہادروں میں نہیں ہے۔ بدر کی جنگ کا واقعہ ہے عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں میرے پہلو بہ پہلو دو لڑکے تھے میں نے خیال کیا۔ کہ آج کی لڑائی بے مزا ہی رہیگی (کیونکہ لڑنے میں اسی وقت مزا آتا ہے۔ جبکہ دونو پہلوؤں میں بھی بہادر لڑ رہے ہوں۔) میرے دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا۔ کہ ایک نے مجھ سے پوچھا۔ چچا! ابوجہل جو رسول اللہ کو گالیاں دیتا اور بڑی بھاری مخالفت کرتا ہے۔ کہاں ہے؟ مجھے بتاؤ تا میں اسے قتل کروں۔ یہ بڑے بہادر تھے۔ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال بھی نہیں تھا۔ جو اس لڑکے نے ظاہر کیا پھر دوسرے لڑکے نے یہی سوال کیا۔ میں حیران ہی رہ گیا ابوجہل فوج کا کمانڈر اور قلب لشکر میں کھڑا تھا۔ اس کے اردگرد بڑے بہادر اور زور آور آدمی لڑ رہے تھے۔ میں نے اشارہ کر کے بتایا۔ اور اشارہ کیا ہی تھا۔ کہ دونوں لڑکے بجلی کی طرح کوند کر اس پر جا پڑے۔ اور راستے کے لوگوں کو چیرتے ہوئے اس تک پہنچ گئے۔ گو ایک کا ہاتھ کٹ گیا مگر دونوں نے جا کر ابوجہل کو گرا لیا۔ یہ بچوں کا حال تھا۔ عورتوں کا تو اس سے بھی عجیب تھا۔ دنیا میں ماتم عورتوں سے ہی چلا ہے۔ کیونکہ یہ کمزور اور ضعیف دل ہوتی ہیں۔ اور کسی صدمہ اور غم سے جلدی گھبرا جاتی ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اور ہی نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ احد کی جنگ میں یہ مشہور ہو گیا تھا۔ کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں جب اس لڑائی سے لشکر واپس آ رہا تھا۔ تو عورتیں مدینہ سے باہر دیکھنے کے لئے نکل آئیں۔ ایک عورت نے ایک سپاہی سے پوچھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ چونکہ آپؐ بخیریت واپس تشریف لا رہے تھے۔ اور سپاہی اس طرف سے مطمئن تھا۔ اس لئے اس نے اس بات کا تو کوئی جواب نہ دیا۔ اور اس عورت سے کہا۔ کہ تیرا خاوند مارا گیا ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے تم سے یہ پوچھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا تیرا باپ بھی مارا گیا ہے (چونکہ اس سپاہی کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بےفکر تھا۔ اس لئے وہ وہی جواب دیتا جو اس کے نزدیک اس عورت کے لئے ضروری تھا۔) عورت نے کہا میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اس نے کہا تیرا بھائی بھی مارا گیا ہے۔ اس نے کہا میں تم سے یہ نہیں پوچھتی۔ مجھے یہ بتاؤ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آپؐ تو خیریت سے ہیں عورت نے کہا۔ اگر رسول اللہ زندہ ہیں۔ تو اور کسی کی کیا پرواہ ہے؟ جب ایک اعلیٰ درجہ کی چیز محفوظ ہے۔ تو اس پر ادنیٰ درجہ کی چیزوں کے قربان ہو جانے کا کیا رنج؟ یہ ایک عورت کا گردہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں آج کل کے لوگ جو بڑے صوفی بنتے اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ انکی عورتوں کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی چھوٹا بچہ مر جائے تو شور مچا دیتی ہیں۔ مگر اس کا خاوند باپ بھائی مارا جاتا ہے اور وہ کہتی ہے۔ کہ اگر رسول اللہ زندہ ہیں۔ تو کوئی پرواہ نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تاثیر تھی کہ جس نے دلوں کو بدل دیا تھا۔ اور ایسا کر دیا تھا۔ کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ نموت ان لوگوں کے لئے کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ اسی طرح ان کے اخلاق کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں ان کی بھی کوئی نظیر نہیں۔ تعلیم ایسی اعلیٰ اکمل غرضیکہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ جو عزت سے تعلق رکھتی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ملی ہو۔ اور پھر وہ چیز ایسی نہ ہو۔ کہ کوئی نبی بھی اس کا مقابلہ کر سکے تو آنحضرت صلعم اس قدر عزت والے انسان ہیں۔ اس کے متعلق تم نے اپنے نفس میں کبھی غور کیا ہے۔ کہ آپ کو کس طرح یہ عزت ملی۔ کیا اس کے لئے آپ نے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ منصوبے باندھے۔ تدبیریں کیں۔ یا اس کے لئے لوگوں سے لڑا جھگڑا کرتے تھے۔ آپ کے بڑے بڑے دشمن گذرے ہیں۔ جنہوں نے آپؐ کے سارے کام کو فریب اور منصوبہ قرار دینے میں بڑا زور مارا ہے۔ مگر اس کے متعلق کوئی تاریخی حوالہ نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ اس کی بجائے وہ یہی اقرار کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص سب سے زیادہ دنیا کی عزت سے بھاگنے والا نظر آتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے آپ اوپر ہی اوپر بڑھتے جاتے تھے۔ تو آپ کی تمام عزت کا راز تدبیروں کوششوں اور منصوبوں میں نہ تھا۔ بلکہ اس میں تھا۔ کہ آپ جس قدر دنیا سے دور بھاگتے تھے۔ اتنے ہی بڑھائے جاتے تھے۔ آپ جس طرح دینی عزت میں تمام انسانوں سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح دنیوی عزت میں بھی ہیں۔ لیکن چونکہ اس میں جھگڑا ہے۔ اس لئے میں اسے نظرانداز کر دیتا ہوں۔ ورنہ دنیا وی لحاظ سے بھی آپ کی وہ شان و شوکت ہے۔ کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جس قدر آپ بڑے تھے۔ آپ کی عبادات افعال اور معاملات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اسی قدر دنیا سے نفرت کرنے والے تھے۔

اس زمانہ میں بہت بڑی عزت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملی۔ حتیٰ کہ آپ کی عزت کی بلندی کے اظہار کے لئے قرآن شریف میں آپ کی نسبت یہ قرار دیا۔ کہ اٰخرین منھم میں شامل کر دیا۔ میں نے آپ سے بارہا سنا آپ مخالفوں کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگ کہتے ہیں میں مسیح بن گیا ہوں۔ میں تو کبھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ مسیح ہوں مجھے تو گمنامی کے گوشہ میں رہنا ہی پسند تھا لیکن میں کیا کروں مجھے تو خدا نے بنا دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ مجھ سے کیوں لڑتے ہو۔ اگر لڑنا ہے۔ تو خدا سے لڑو۔ تو اس انسان کے منہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی دینی عزت حاصل کرنی چاہے تو کوشش سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے جتنا کوئی نیچے گرے۔ خدا اتنا ہی اسے بلند کرتا ہے۔ بہت لوگ اس بات کو نہیں سمجھے۔ چونکہ ہمارا سلسلہ دینی سلسلہ ہے۔ اس میں وہی بڑا ہو سکتا ہے۔ جو بڑائی نہ چاہے۔ اور وہی اونچا ہو سکتا ہے۔ جو اپنے کو نیچے گرائے۔ اور وہی معزز ہو سکتا ہے جو دین کے لئے دنیا کی ہر ایک ذلت کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی انجمنیں ہیں۔ جن کا بہت قلیل چندہ آتا ہے۔ مگر ان میں اس امر پر

بحث شروع ہو جاتی ہے۔ کہ انجمن کا سکرٹری کون ہو۔ پریذیڈنٹ کون بنے جس کے دل میں یہ خیال ہو۔ کہ میں پریذیڈنٹ بنایا جاؤں۔ اگر وہ نہ بنایا جائے۔ تو علیٰحدہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر دنیادی عزت کے لحاظ سے دیکھا جاوے۔ تو کوئی ایک چھوٹی سی انجمن کا پریذیڈنٹ بن گیا۔ تو کیا۔ اور نہ بنا تو کیا۔ ہے دنیا داروں کے مقابلہ میں کیا عزت حاصل ہوئی۔ باقی رہا دین کا معاملہ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور وہی عزت پاتا ہے۔ جو عزت کا خیال بھی نکرے اور جو کوشش کرتا ہے۔ وہ ضرور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہماری جماعت کے لئے نمونہ موجود ہے کچھ لوگ تھے۔ جو عہدوں کا حاصل کرنا عزت کا ذریعہ سمجھے ہوئے تھے۔ اور کوششوں سے چاہتے تھے۔ کہ معزز بن جائیں لیکن جس طرح مکھی کو دودھ سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے انکو سلسلہ سے نکالکر باہر پھینک دیا۔ ایک مشہور شعر ہے ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

یہی مثال ان لوگوں کی ہوئی۔ وہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ سب کچھ ہمارے قبضہ میں آگیا ہے۔ اور یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مگر اس وقت جاکر کمند ٹوٹ گئی۔ جبکہ دو چار ہاتھ لب بام رہ گیا۔ یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ مہلت دیتا ہے۔ لیکن نادان انسان سمجھتا ہے۔ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ لیکن جونہی اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے۔ کہ اب ہاتھ رکھا تو کامیاب ہو جاؤنگا۔ اسی وقت رسی کھینچتی ہے۔ اور دھڑام سے نیچے آگرتا ہے۔ پس ہماری جماعت کے لئے نمونہ موجود ہے۔ اگر پہلے غیروں کے نمونے تھے۔ تو اس وقت ان لوگوں کا نمونہ ہے جو جماعت پر بڑا اثر رکھنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی تدبیروں سے بڑا بننا چاہا۔ لیکن خدا نے نہ چاہا۔ اس لئے جس وقت انہوں نے سمجھا۔ کہ اب پھل تیار ہو گیا ہے منہ میں ڈال لیں۔ اسی وقت خدا نے ان سے چھین لیا۔

پس تم خوب یاد رکھو۔ کہ دین کی عزت کوشش سے نہیں ملتی۔ بلکہ اسی کے لئے ہوتی ہے۔ جو اللہ کے لئے اپنے آپکو ذلیل کرے۔ اور اللہ کے لئے رسوائی کو قبول کرے۔

جو ایسا نہیں کرتا وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ ہمیں کام کرنے والے انسان چاہئیں۔ اگر کسی کام کرنے والے میں کوئی نقص ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اسے توڑنے کی کوشش کی جائے۔ خود اس کی مدد کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر کسی گھر کی دیوار گرنے لگے۔ تو جب تک بالکل ہی مایوسی نہ ہو جائے۔ اس کے نیچے ستون رکھے جاتے ہیں لیکن کس قدر افسوس ہے۔ کہ دین کے کاموں میں یہ کوشش کی جائے۔ کہ جس میں کوئی نقص ہو۔ اسے توڑ دیا جائے توڑنے کی اس وقت ضرورت پڑتی ہے۔ جبکہ اس کے کام آنے کی کوئی امید نہ رہے۔ اگر کسی میں کمزوری ہے تو اس کی مدد کرو۔ اگر کوئی تھوڑا کام کر سکتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ملکر کام پورا کر دو۔ لیکن جو یہ چاہتا ہے۔ کہ دوسرے کو ذلیل کر کے آپ عزت حاصل کرے۔ وہ ذلیل ہو جائیگا پہلوں کے لئے یہی بات ٹھوکر کا موجب ہوئی ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس طرح کریگا۔ تو خدا اسکو بھی نکال دیگا۔ خدا کو نہ ان کی پرواہ تھی۔ اور نہ اب کسی کی ہے۔ ہمارا سلسلہ نہ پہلے بندوں کے سہارے چلا ہے۔ اور نہ اب چلیگا پہلے بھی خدا ہی چلاتا تھا۔ اور اب بھی خدا ہی چلائیگا۔ وہ جو خیال رکھتے ہیں۔ کہ ہم پریذیڈنٹ یا سکرٹری بنائے جائیں یا صرف اعتراضوں میں لگے رہتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ خدا نے ایک عبرت کا نمونہ دکھا دیا ہے۔ اب بھی اس کا کوئی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ وہ اب بھی وہی نمونہ دکھا سکتا ہے۔ دکھا سکتا ہے۔ دکھا سکتا ہے۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں تمہیں بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ جب خدائی غیرت بھڑکتی ہے۔ تو پھر یہ نہیں دیکھتی۔ کہ فلاں بڑا ہے اور فلاں چھوٹا۔ جو کوئی بھی اس کے دین کے راستے میں روک ہوتا ہے۔ اسکو نکال پھینکتی ہے۔ پس ایسے خیال اپنے دلوں سے نکال دو۔ اور خدا کے لئے ذلت اور رسوائی برداشت کرنے کو تیار رہو۔ اس بات کے لئے تیار رہو۔ کہ لوگ تم سے بدسلوکی کریں۔ تم حقیر سمجھے جاؤ۔ کیونکہ جو خدا کے لئے ذلیل ہوتا ہے۔ وہ عزت پاتا ہے۔ اور جو خدا کے کاموں کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہماری جماعت سے اس مرض کو دور کر کے اس قابل بنا دے۔ کہ وہ دین کے

کھلی چٹھی

بنام

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

خاکسار دارالامان سے امرت سر اور دینا نگر گیا وہاں میرے والد بزرگوار نے محض اس جرم پر کہ میں کیوں نعماً کو رد [illegible] رحمٰن الرحیم مانتا ہوں۔ اور الآن کما کان علیم وحکیم وکلیم کہتا ہوں اور اسی بنا پر لانفرق بین احد من رسلہ کے ماتحت اس زمانہ کی ضرورت حقہ کو پورا کرنے والے عظیم الشان نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا۔ جو سلوک میرے ساتھ کیا اور جس طرح پر خلاف شریعت اسلام مجھے مرتد قرار دیکر میرا نکاح فسخ کرنے کا فتویٰ دیا۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ اور میں اسے خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ فی الحال مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث سے خطاب مقصود ہے جنہوں نے امرتسر میں مجھے الھدیٰ و دین الحق سے پھیرنے کے لئے پورا زور لگایا۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلٰل۔ میں نے مولوی صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کی باتوں پر غور کر کے تحریری جواب دونگا۔ سو اس وعدہ کی ایفا میں مختصراً عرض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مامور کی صداقت کا یہ نشان ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے نہ لکھے۔ اور میں مرزا صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کتابوں سے ان کے جھوٹ دکھا سکتا ہوں۔ اور غالباً کچھ انعام بھی مقرر کیا۔ سو بہت مہربانی ہوگی اگر آپ ایسے مقامات کے حوالے رقم فرما دیں۔ آپ نے ایک اور بات پر بھی پانسو انعام دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ جو مجھے یاد نہیں رہی۔ مولوی صاحب اگر دعوے میں سچے ہیں تو بذریعہ اخبار اس کا اعلان کریں۔

۲۔ آپ نے مجھے کہا کہ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے لکھا ہے میرے ساتھ جس نے مباہلہ کیا وہ ہلاک ہوا۔ اور اس کے لئے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵ کا حوالہ دیا۔ باوجود اس کے عبدالحق غزنوی اور میں (ثناء اللہ) زندہ ہیں

اس کے جواب میں گذارش ہے کہ صفحہ ۱۵ پر یہ فقرہ ہے۔ "خدا کی قدرت ہے کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے مرے اکثر ہے کل نہیں۔ پھر آپ مباہلہ کی تعریف کریں۔ اور عبدالحق کے اور اپنے مباہلہ کرنے کا ثبوت دیں۔

۳۔ آپنے کہا کہ مرزا صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوی کیا کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑیگی حالانکہ پڑی اور دافع البلا (صفحہ ۱۰ کا حوالہ دیا۔ جواب میں عرض ہے کہ وہاں لکھا ہے۔ "قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا" اور اس خوفناک تباہی کی تشریح صفحہ ۵ پر "طاعون جارف ہے یعنی جھاڑ دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں + + + یہ قادیان پر وارد نہ ہوگی"

۴۔ آپنے اعجاز احمدی کا صفحہ ۲۳ دکھایا جس میں آپکے بارے میں لکھا ہے "مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے" اور کہا کہ یہ غلط ہے۔ جواب میں واضح ہو کہ اس کی تردید آپ کی تحریر کے مطابق بدر میں کردی گئی تھی ہاں یہ حلفیہ طور پر آپ شائع کردیں کہ جب کسی مباحثہ یا مناظرہ یا وعظ میں آپکو بلایا جائے توکیا آپ فیس نہیں لیتے ؟ آپ تو اپنے لیکچر میں صاف کہدیا کرتے ہیں کہ فیس رکھدو ہم آجائینگے۔

۵۔ آپنے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ کا حوالہ دیا۔ جہاں لکھا ہے کہ "یاد رکھو اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔

اس کے جواب میں مخفی نہ رہے کہ یہ دوسری جز موقوف تھی سلطان محمد کی وفات پر اور اس کی وفات موقوف تھی شوخی دکھلانے اور تکذیب کا اشتہار دینے پر چنانچہ اسی انجام آتھم کے صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں۔

"سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالے مقرر کرے اگر اس سے اس کی فوت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں"

پس آپ تکذیب کا اشتہار دکھلائیں۔ اور ہم آپکو اس کی دستی تحریر دکھاتے ہیں جس میں اس کا اقرار ہے کہ "میں مرزا صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) بزرگ نیک نفس خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی سمجھتا ہوں۔ پس یہ پیشگوئی خدا نے تاخیر میں ڈالدی۔ اور اس لڑکی کا نکاح خاص حضرت مسیح موعود سے منسوخ ہوا جیسا کہ اپنی زندگی میں حضور نے

(نوٹ) نہ لینا کیسا اب تو یہ فیس پہلے سے بھی سنتے ہیں کہ دگنی کردیگئی ہے (ایڈیٹر)

فہرست نو مبائعین

اکرام الحق۔	بھاگلپور	غلام محمد۔	کشمیر
جھنڈو۔	فیروزپور	اہلیہ عبدالقادر۔	"
بیگم بی بی۔	گوجرانوالہ	عبدالکریم مری۔	"
نواب بی بی	"	عبدالکریم ڈار۔	"
حسین بی بی	"	احمد ڈار	"
صوفی رشیدالدین۔	جنید	عبدالرحمن گنائی۔	"
حسین بی بی۔	"	عبدالسبحان راتھر۔	"
اہلیہ صاحبہ بابو عبدالحق۔	شملہ	محمد حسن راتھر۔	"
غلام محمد۔	سیالکوٹ	عبداللہ ساہ۔	"
چودہری غلام حسین۔	"	اہلیہ " ۔	"
علی احسن۔	بانجے پور	محمد اکرم۔	"
محمد اسمعیل۔	تھاٹوں	محمد رمضان میر۔	"
اہلیہ " ۔	"	عبدالغفار۔	"
عائشہ " ۔	"	جمال الدین نانوتی۔	"
پی ابوبکر۔	مالابار	عبدالخالق شاہ۔	"
کے محو۔	"	جیب بٹ۔	"
اکبر میر۔	کشمیر	عبدالعلی ہیر	"
عبدالرحمن۔	"	غلام رسول ڈار۔	"
اہلیہ صاحبہ اکبر میر۔	"	عبدالعزیز۔	"
عبدالقادر۔	"		

ضرورت

ایک ایس۔ اے۔ وی۔ ایک جے اے۔ وی ایک نارمل استاد کی ضرورت ہے۔ قادیان کی رہائش کے خواہش مند اپنی درخواستیں ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام ارسال فرماویں تنخواہ حسب قابلیت دی جاویگی۔

ضرورت گوکھووال ضلع لائل پور احمدیہ گرل سکول کے لئے ایک احمدی استانی یا مشن استاد کی ضرورت ہے جو کم از کم پرائمری پاس ہو اور قرآن شریف باترجمہ جانتا ہو درخواستیں شیخ عبدالعزیز صاحب سکرٹری سب کمیٹی تعلیم قادیان کے نام آنی چاہیں۔